Al-Watan
Tours & Travels
Hajj & Umrah Group Operator.
Domestic & International Air Ticketing and Visa Services
#:Shop No.15, 16, Shujaiya Bazar, Charminar, Hyderabad.
Ph: 040-66171244 / 9247772786

ST

شجاعیہ ٹائمز

انگریزی ہفت روزہ

Urdu Edition/اردو ایڈیشن

21جولائی 2025ء ☆ تعدادِ صفحات:4 ☆ قیمت:-/10روپے

ہندوؤں کے مذہبی تہوار اور مسلمان

اس وقت ملک کے بعض علاقوں میں برادران وطن کے تہوار منعقد ہورہے ہیں،جس کے لئے برہنہ پا یاترائیں نکلتی ہیں،اس موقع پر مسلمانوں کی طرف سے افراط وتفریط کا ارتکاب ہوتا ہے،کہیں تو ناواقف مسلمان اس قدر جھک جاتے ہیں کہ گویا وہ ان کے ہم مذہب ہو گئے، جیسے: قشقہ لگانا،مورتیوں پر پھول چڑھانا، گیروا کپڑا پہننا،ان کے نعروں میں ہم آواز ہو کر نعرہ لگانا،اور کہیں اس کے برخلاف نفرت کا اظہار ہونے لگتا ہے، جیسے جلوس کے شریر لوگوں کے جواب میں کوئی ایسی بات کہہ دی،جس سے ان کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہوں،یا ان کی طرف سے چند افراد نے فساد بھڑکانے کے لئے چند پتھر پھینک دیئے تو جواب میں ان پر پتھر پھینک دیئے گئے،اس سے پھر ایک بڑا فساد پھیل جاتا ہے؛اسی لئے اس سلسلہ میں غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کے دائرہ کے بارے میں غور کرنا چاہیئے یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان تعلقات کے بارے میں سب سے اہم موضوع مذہبی تعلقات کا ہے،اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب کے معاملہ میں دو باتیں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں: اپنے دین پر استقامت اور دوسروں کے مذہبی جذبات کا احترام۔

مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں — مسلم ممالک میں یا غیر مسلم ممالک میں — دین کے چار شعبوں میں ان کے لئے قانونِ شریعت کا التزام ضروری ہے: اعتقادات،عبادات،معاشرتی زندگی اور معاملات۔ اعتقادات سے مراد وہ احکام ہیں،جن کا تعلق قلب وضمیر سے ہو،جیسے: توحید، رسالت، آخرت کا یقین وغیرہ۔ ''عبادات'' سے وہ احکام مراد ہیں،جن کا تعلق براہِ راست خدا اور بندے کے باہمی ربط سے ہے، جیسے: نماز، روزہ وغیرہ۔

''معاشرتی احکام'' سے مراد Parasnal Law ہے،اس میں نکاح و طلاق کے علاوہ میراث، وصیت اور مختلف اقارب سے متعلق حقوق وفرائض بھی آجاتے ہیں۔ ''معاملات'' سے مراد مالی بنیاد پر دو افراد کے تعلقات و معاہدات ہیں: تجارت، اجارہ، ہبہ وغیرہ اس شعبہ کے تحت آتے ہیں اور سود و قمار جیسے حرام معاملات بھی اسی دائرہ میں ہیں۔

یہ تمام قوانین وہ ہیں کہ چاہے مسلم اکثریت ملک ہو یا غیر مسلم اکثریت ملک،اور کلیدِ اقتدار مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو یا نہیں ہو،مسلمانوں کے لئے ان قوانین میں شریعتِ اسلامی کی اطاعت واجب ہے، یہ درست نہیں ہے کہ رواداری کے نام پر عقیدہ وایمان کے مسائل میں کوئی کمزوری قبول کی جائے، جو قوانین اجتماعی نوعیت کے ہوں، یا جرم وسزا سے متعلق ہوں، جیسے: حدود، قصاص، نظامِ مملکت وغیرہ،ان شعبوں سے متعلق شرعی قوانین وہیں قابل نفاذ ہیں، جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو اور باگِ اقتدار ان کے ہاتھوں میں ہو، پس غیر مسلموں سے تعلقات ان قوانین پر عمل آوری کے حق سے دست برداری اور محرومی کی قیمت پر استوار نہیں کئے جاسکتے اور اس سلسلہ میں کسی تبدیلی کو قبول کرنے کا مطالبہ فی نفسہٖ نامعقول بھی ہے؛ کیوں کہ مسلمانوں کے ان پر عمل کرنے اور نہ کرنے سے غیر مسلم بھائیوں کو نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ کوئی نقصان۔

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ اسلام مسلمانوں سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تہذیبی اور تمدنی اعتبار سے اپنے وجود کو دوسروں کے ساتھ گم نہ کرلیں؛ بلکہ اپنی شناخت اور پہچان کو باقی رکھیں؛ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے دوسری اقوام کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے، حضرت عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو دوسروں کی مشابہت اختیار کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے، یہودیوں اور عیسائیوں سے مماثلت اختیار نہ کرو۔

اس تشبہ اور مماثلت کے چار مدارج ہوسکتے ہیں: (الف) دوسری قوموں کے مذہبی شعائر میں مماثلت اختیار کی جائے، جیسے مسلمان صلیب یا زنار پہننے لگیں، ہولی کا رنگ اپنے اوپر ڈال لیں، یا سکھوں کے جو مخصوص شعائر ہیں، ان کو استعمال کریں، فقہاء نے اسے باعثِ کفر قرار دیا ہے، مجوسی خاص قسم کی ٹوپی پہنا کرتے تھے، فقہاء نے اس پر کفر کا حکم لگایا ہے: وَلَوْ وَضَعَ عَلٰی رَا?سِہٖ قَلَنْسُوَۃَ الْمَجُوْسِ کَفَرَ (الملتقط فی الفتاویٰ الحنفیۃ: ۵۴۲)

اسی طرح فقہاء کے یہاں ''زنار'' یعنی جینو کے بارے میں بھی صراحت ملتی ہے، ہندوستان میں ''قشقہ'' لگانے کا حکم بھی یہی ہے؛ کیوں کہ وہ ہندو بھائیوں کے مذہبی شعائر میں سے ہے۔ (ب) غیر مسلم مذہبی تہواروں میں شرکت، یہ اگر یوں ہی ہو، یا اس کا مقصد اپنے گمان کے مطابق رواداری ہو، تو حرام ہے اور اگر ان کے مذہبی معتقدات اور افعال پر خوشنودی ورضا مندی کا اظہار اور تائید وتحسین مقصود ہو، تو کفر ہے: اِنَّمَا الرِّضَا بِالْکُفْرِ مُسْتَحْسِنًا کُفْرٌ (الملتقط: ۵۴۲) کیوں کہ آدمی جس مذہب پر عقیدہ نہ رکھتا ہو اور اپنے عقیدہ کے مطابق اس کو نادرست خیال کرتا ہو، اس میں شرکت اور اس پر رضا مندی وخوشنودی کا اظہار کھلی ہوئی دو عملی اور نفاق کی بات ہے؛ اس لئے اسلام نہ مسلمانوں کے لئے اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ ایسا منافقانہ رویہ اختیار کریں اور نہ غیر مسلموں سے خواہش کرتا ہے کہ وہ اسلامی شعائر کو اختیار کریں اور مسلمانوں کے مذہبی تہواروں میں شریک ہوں۔

(ج) تیسرا درجہ تہذیبی تشبہ کا ہے، یعنی ایسی وضع قطع اور لباس، جو کسی خاص قوم کی شناخت بن گئی ہو اور اس کا مذہب سے تعلق نہ ہو، کو اختیار کرنا، جیسے ہندوستان میں ''دھوتی'' کہ اس کا مذہب سے تعلق نہیں؛ لیکن یہ ہندو بھائیوں کی پہچان سی بن گئی ہے، اگر کسی کو دھوتی میں ملبوس دیکھا جائے تو ذہن اسی طرف جاتا ہے کہ وہ ہندو ہے، آج کل بعض مسلمان نوجوانوں اور لیڈروں نے گیروا کپڑا پہننا شروع کردیا ہے، یہ بھی اسی قبیل سے ہے، ایسی مشابہت اور مماثلت اختیار کرنا مکروہِ تحریمی ہے، علامہ ابن تیمیہؒ نے اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ (دیکھئے: اقتضاء الصراط المستقیم) لیکن تشبہ کی اس جہت میں تبدیلی آتی رہتی ہے؛ کیوں کہ اگر کوئی وضع ایک عہد میں کسی قوم کی پہچان بن گئی ہو اور بعد کو اس کا استعمال عام ہوجائے اور وہ کسی خاص مذہبی گروہ کی شناخت باقی نہ رہ جائے تو پھر تشبہ کی کیفیت ختم ہوجائے گی اور اس کا استعمال جواز کی حد میں آجائے گا، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے کوٹ، پینٹ کے بارے میں، (امداد الفتاویٰ اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ نے ساری کے متعلق یہی لکھا ہے۔ (کفایت المفتی)

(د) جو ملبوسات، وضع قطع اور تقریبات کسی خاص مذہبی گروہ کی پہچان نہیں ہیں، یا انتظام وانصرام سے متعلق اُمور، جیسے طرزِ تعمیر، دفتری نظم ونسق، تجارتی طور وطریق وغیرہ، ان میں غیر مسلم بھائیوں کے طریقہ سے استفادہ کرنے میں کچھ حرج نہیں، حضرت عمرؓ نے حساب وکتاب کے نظام میں روم وایران کے طریقوں سے استفادہ کیا تھا، (الفاروق: علامہ شبلی نعمانیؒ) آپ ﷺ نے غزوہ احزاب میں حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ پر اہل فارس کے طریقہ پر خندق کھدوائی تھی۔ (البدایۃ والنہایۃ) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسے اُمور میں غیر مسلم بھائیوں کے تجربات سے فائدہ اُٹھانے میں کوئی حرج نہیں۔

تشبہ اور مماثلت سے بچنے کا جو اُصولی حکم شریعتِ اسلامی میں دیا گیا ہے، وہ تعصب اور تنگ نظری پر مبنی نہیں ہے، اصل یہ ہے کہ شناخت کی حفاظت ایک فطری عمل ہے، غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی صورت اور آواز کو ایک دوسرے سے ممتاز رکھا ہے، انسان کے اندر شناخت کی حفاظت کا جذبہ اتنا گہرا ہے کہ ہر ملک اور ہر قوم اپنی شناخت الگ رکھنا چاہتی ہے، اپنے تمدن کی حفاظت کرتی ہے، اپنے جھنڈے الگ رکھتی ہے، ہر اسکول اپنا مستقل یونیفارم رکھتا ہے، گورنمنٹ کے مختلف محکموں کے الگ الگ یونیفارم ہوتے ہیں؛ اس لئے اپنی شناخت کی حفاظت کوئی مذموم عمل نہیں ہے اور نہ اس میں دوسروں کی مخالفت اور ان کے بارے میں تنگ نظری ہے، اسلام چاہتا ہے کہ مسلمان اپنی پہچان کو باقی رکھیں اور جہاں اسلامی نظام نافذ ہو، وہاں غیر مسلم بھائیوں کو بھی اس بات کی پوری آزادی فراہم کی جائے کہ وہ اپنی مذہبی وتہذیبی شناخت کے ساتھ زندگی گذاریں۔ مذہبی تعلقات کی دوسری بنیاد دوسرے مذاہب کا احترام اور ان کے مذہبی اُمور میں عدمِ مداخلت ہے، قرآنی تعلیمات کا نچوڑ عقیدہ توحید کی دعوت ہے، اسلام میں توحید سے زیادہ کوئی چیز مطلوب ومحمود نہیں اور شرک سے زیادہ کوئی چیز قابل ترک اور مذموم نہیں؛ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس نے حد درجہ مذہبی رواداری کی بھی تعلیم دی ہے، قرآن مجید نے صاف کہا ہے کہ ہر شخص کو عقیدہ کی آزادی حاصل ہے اور کسی مذہب کے قبول کرنے کے لئے جبر وتشدد جائز نہیں: لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ۔ (البقرۃ) دین میں زبردستی کی گنجائش نہیں، گمراہی کے مقابلہ ہدایت آشکارا ہوچکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا گیا: تو کیا آپ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کردیں گے؟

حضرت عمرؓ کا واقعہ مشہور ہے کہ انھوں نے اپنے وَسَق یا دَثَق نامی غلام سے بار بار خواہش کی کہ وہ اسلام قبول کرلے، آپؓ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر تم اسلام قبول کرلو تو تمہیں مسلمانوں کی امانت کی کوئی ذمہ داری سونپوں گا؛ لیکن وسق اس سے ہمیشہ انکار کرتے رہے، حضرت عمرؓ ہمیشہ اس کے جواب میں فرماتے: ''لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ'' یہاں تک کہ وفات کے قریب آپؓ نے ان کو آزاد کردیا۔ (کتاب الاموال) عقیدہ کے علاوہ غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی بھی مکمل آزادی حاصل ہے، قرآن مجید نے صاف طور پر حضور ﷺ کی زبانِ مبارک سے مشرکین مکہ کو کہلایا: لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ (الکافرون: ٦) ''تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین'' ایک اور موقع پر ارشاد ہے: لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ (الشوریٰ: ۵۱) ''ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال''۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی مسلمان کی بیوی یہودی یا عیسائی ہو اور اس کے عقیدہ کے مطابق کسی خاص دن روزہ رکھنا واجب ہو تو مسلمان شوہر اسے روزہ رکھنے سے روک نہیں سکتا ہے، گو اس کی وجہ سے وہ جنسی استفادہ کے حق سے محروم ہوتا ہو۔ (احکام اہل الذمۃ) اسی طرح اگر وہ اپنے عقیدہ کے مطابق صلیب پہنے، یا مسلمان شوہر کے گھر میں صلیب رکھے تو اسے یہ حق ہے اور شوہر اس کو روک نہیں سکتا۔ (احکام اہل الذمۃ)؛ البتہ موجودہ دور میں عیسائی اور یہودی عورت سے نکاح کرنا کراہت سے خالی نہیں، اور اس کے مفاسد بہت زیادہ ہیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ دوسرے مذہبی گروہوں کے مذہبی جذبات کو مجروح نہ کیا جائے اور دوسری قومیں جن دیوتاؤں اور دیویوں کی پرستش کرتی ہوں، ان کو برا بھلا نہ کہا جائے؛ حالاں کہ یہ بات ظاہر ہے کہ اسلام خدا کی ذات وصفات میں کسی کی شرکت کو جائز نہیں سمجھتا؛ کیوں کہ یہ سچائی اور واقعہ کے خلاف ہے؛ لیکن پھر بھی مذہبی رواداری کے تحت ان معبودانِ باطل کے بارے میں ناشائستہ باتیں کہنے سے منع کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ کے سوا وہ جن کی عبادت کرتے ہیں، ان کو برا بھلا نہ کہو۔ اسی طرح عبادت گاہوں کے معاملہ میں بھی تمام اہل مذاہب کے جذبات کو ملحوظ رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے، قرآن مجید نے جہاں عبادت گاہوں کے منہدم کرنے کی مذمت کی ہے، وہاں مسلمانوں کی مسجدوں سے پہلے یہودیوں اور عیسائیوں کے گرجوں کا ذکر فرمایا ہے، (الحج: ۴۰) اس سے ظاہر ہے کہ عبادت گاہیں — خواہ کسی مذہب کی ہوں — ان کا احترام ملحوظ رکھنا چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے بنونجران سے جو معاہدہ کیا، اس میں یہ صراحت فرمائی کہ ان کی عبادت گاہیں منہدم نہیں کی جائیں گی اور نہ مذہبی اُمور میں کوئی مداخلت کی جائے گی، (ابوداود، حدیث نمبر) عہدِ صدیقی میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ذریعہ حیرہ کا علاقہ فتح ہوا، اہل حیرہ کے لئے انھوں نے جو دستاویز تیار فرمائی، اس میں بھی یہ صراحت موجود ہے کہ ان کے چرچ اور گرجے منہدم نہیں کئے جائیں گے، امام ابویوسفؒ نے اسے نقل کیا ہے۔ (موسوعۃ الخراج)

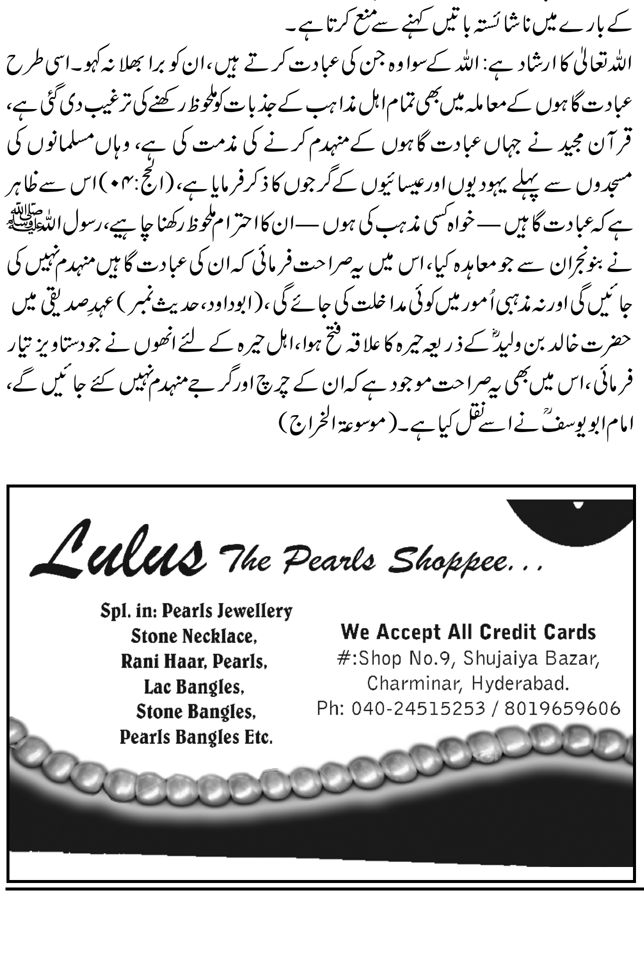

حکمرانی کی اعلیٰ مثال

آج حکمراں مطلق العنان بادشاہ کی طرح، ماورائے قانون زندگی بسر کررہے ہیں، اُن کی دانست میں وہ طاقت وقوت اور اقتدار و حکومت ہی کی صورت میں جوابدہی اور مواخذہ سے بالاتر ہیں، کوئی ادارہ اُن کے احتساب اور محاسبہ کا مجاز نہیں، اُن کی تاناشاہی عروج پر ہے، ان کو عوام کی پریشانی اور مشکلات کی فکر نہیں، مسلم ممالک میں ہماری نگاہیں عدل وانصاف کے حامل، رعایا پرور طاقتور وایماندار حکمراں کو دیکھنے سے عاجز آگئیں ہیں، مسلم حکمراں اقتدار کے نشے میں مدہوش ہیں اور موت وآخرت سے غافل ہیں اور دربار الٰہی میں محاسبہ ومواخذہ سے بےخوف ہیں ان میں کوئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان وجلالت کا حامل نظر نہیں آرہا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکمرانی کے جوانمٹ نقوش چھوڑے ہیں وہ ساری کائنات کے لئے بلالحاظ مذہب وملت حکمرانی کے اعلیٰ نقوش ہیں۔

چنانچہ حضرت سالم بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس وظیفہ پر اکتفاء کیا جو صحابہ نے اُن کے لئے مقرر کیا تھا چنانچہ وہ کچھ عرصہ اتنا ہی لیتے رہے لیکن وہ ان کی ضرورت سے کم تھا اس لئے ان کی گزر بسر میں تنگی ہونے لگی تو حضرت زبیرؓ نے مہاجرین کی ایک جماعت جن میں حضرت عثمان غنی، حضرت علی اور حضرت طلحہ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین موجود تھے کہا کہ اگر ہم حضرت عمرؓ سے وظیفہ میں کچھ اضافہ کرنے سے متعلق کہیں تو کیسا رہے گا؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہم تو پہلے سے ان کا وظیفہ بڑھانا چاہتے ہیں۔ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا اس سلسلہ میں پہلے حضرت عمر کی رائے معلوم کرنا بہتر ہوگا، ہم اُم المؤمنین حضرت حفصہؓ کے ذریعہ سے حضرت عمر فاروقؓ کی رائے معلوم کرتے ہیں۔ چنانچہ ان حضرات نے نام ذکر کئے بغیر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راست ان کی رائے طلب کرنے کے لئے کہا جب حضرت اُم المؤمنین نے وظیفہ میں اضافہ کے بابت دریافت کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلال میں آگئے اور فرمایا تم ہی میرے اور سفارش کرنے والوں کے درمیان واسطہ بنی ہو اس لئے میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تم یہ بتاؤ کہ تمہارے گھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے عمدہ لباس کونسا تھا؟ انھوں نے کہا گیروے رنگ کے دو کپڑے جنھیں کسی وفد کے آنے پر اور جمعہ کے خطبہ کے لئے زیب تن فرماتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حضور پاک صلی اللہ علیہ سلم نے تمہارے پاس سب سے عمدہ کونسا کھانا کھایا؟ انھوں نے کہا ایک مرتبہ ہم نے جو کی ایک روٹی پکائی پھر اس گرم گرم روٹی پر گھی کے برتن کی تلچھٹ لگائی جس سے وہ روٹی نرم ہوگئی تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو تناول فرمایا اور وہ روٹی آپ ﷺ کو پسند خاطر ہوئی تھی۔ پھر حضرت عمر فاروق نے فرمایا: حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا تمہارے پاس سب سے زیادہ نرم بستر کونسا تھا؟ انھوں نے کہا: ہمارا ایک موٹا کپڑا تھا گرمی میں اس کو چوہرا کر کے بچھا لیتے تھے اور سردی میں آدھے کو بچھا لیتے اور آدھے کو اوڑھ لیتے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے حفصہؓ! ان لوگوں کو پہنچا دو کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طرز عمل سے ہر چیز میں ایک اندازہ مقرر فرمایا ہے۔ اور ضرورت سے زائد چیزوں کو اپنی اپنی جگہوں میں رکھا ہے اور کم سے کم پر گزارہ کیا ہے۔ میں نے بھی ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا ہے اور اللہ کی قسم! ضرورت سے زائد چیزوں کو ان کی جگہوں پر رکھونگا اور میں بھی کم سے کم پر گزارہ کرونگا۔ میری اور میرے دو ساتھیوں کی مثال ان تین آدمیوں جیسی ہے جو ایک راستے پر چلے، ان میں سے پہلے شخص نے توشہ لیا اور منزلِ مقصود کو پہنچ گئے پھر دوسرے شخص نے بھی ان کی اتباع کی اگر وہ ان دونوں کے راستے کا خود کو پابند بنائیگا اور ان جیسا توشہ رکھے گا تو ان کے ساتھ جا ملیگا اور ان کے ساتھ رہیگا اور اگر وہ دونوں کے راستے کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چلے گا تو کبھی بھی ان کے ساتھ نہیں مل سکے گا۔ (طبری جلد چہارم ص:۴۶۱)

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک زمانے تک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المال سے کچھ نہ لیا اس وجہ سے ان پر تنگی اور فقر وفاقہ کی نوبت آگئی تو انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے مشورہ کیا کہ امر خلافت میں مشغول ہو گیا ہوں (کاروبار کی فرصت نہیں ملتی) تو میرے لئے بیت المال سے کتنا لینا مناسب ہوگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ بیت المال سے خود بھی کھائیں اور دوسروں کو بھی کھلائیں۔ یہی بات حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نے کی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے رائے طلب کی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: آپ دوپہر اور رات کے دو وقت کا کھانا لے لیا کریں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت علی مرتضی کے مشورہ پر عمل کیا۔
(ابن سعد، منتخب الکنز)

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ ملک شام پہنچے تو ان کے لئے ایسا عمدہ کھانا تیار کیا گیا کہ آپ نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ہمیں تو یہ کھانا مل گیا لیکن وہ مسلمان فقراء جن کا اس حال میں انتقال ہوا کہ ان کو پیٹ بھر کر جو کی روٹی نہیں ملتی تھی ان کو کیا ملے گا؟ اس پر حضرت عمر بن ولیدؓ نے کہا انھیں جنت ملے گی یہ سنکر حضرت عمرؓ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور فرمایا اگر ہمارے حصہ میں دنیا کا یہ مال ومتاع ہے اور وہ جنت لے جائیں گے تو وہ ہم سے بہت آگے نکل گئے اور بڑی فضیلت حاصل کرلی۔ (منتخب الکنز)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لئے اور اپنے اہل وعیال کے لئے گزارہ کے قابل خوراک بیت المال سے لیا کرتے تھے۔ گرمیوں میں ایک جوڑا ایسے پہنتے بعض دفعہ ان کی تہہ بند پھٹ جاتی تو اسے پیوند لگا لیتے اسی سے کام چلا لیتے لیکن وقت سے پہلے بیت المال سے دوسرا تہہ بند نہیں لیتے اور جس سال مال زیادہ آتا اس سال ان کا جوڑا اور ہلکا ہوتا۔ اس بارے میں اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گفتگو کی تو فرمایا میں مسلمانوں کے مال میں سے پہننے کیلئے جوڑے لیتا ہوں اور یہ میری ضرورت کے لئے کافی ہیں۔

حضرت محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ بیت المال سے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے دو درہم خرچہ لیا کرتے تھے

توبہ واستغفار

توبہ کے صحیح اور قبول ہونے کے لئے چار باتیں ضروری ہیں اور شرط کے درجہ میں ہیں: ایک تو یہ کہ محض اللہ کے عذاب کے خوف سے اور اس کے حکم کی تعظیم کے پیش نظر ہی توبہ کی جائے، درمیان میں توبہ کی کوئی اور غرض نہ ہو مثلاً لوگوں کی تعریف ومدح کا حصول اور ضعف وفقر کی وجہ، توبہ کی غرض میں داخل نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ گزشتہ گناہوں پر واقعی شرمندگی وندامت ہو۔ تیسرے یہ کہ آئندہ ہر ظاہری وباطنی گناہ سے اجتناب کرے۔ اور چوتھے یہ کہ پختہ عہد اور عزم بالجزم کرے کہ آئندہ ہرگز کوئی گناہ نہیں کروں گا۔

توبہ کی کیفیت اور اثر آئندہ گناہ کرنے کے عزم کا صحیح ہونا یہ ہے کہ توبہ کرنے والا اپنے بلوغ کی ابتداء سے توبہ کرنے کے وقت تک پورے عرصہ کا جائزہ لے اور یہ دیکھے کہ اس سے کیا کیا گناہ سرزد ہوئے ہیں تاکہ ان میں سے ہر ایک گناہ کا تدارک کرے چنانچہ اگر اس عرصہ میں وہ، نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور دیگر فرائض ترک ہوئے ہوں تو ان کی قضاء کرے اور اپنے اوقات کو نفل یا فرض کفایہ عبادتوں میں مصروف رکھ کر ان فرائض کو قضا کرنے میں سستی نہ کرے۔ اسی طرح اس عرصہ میں اگر ممنوع حرام چیزوں کا ارتکاب کیا ہے مثلاً شراب پی ہے یا اور کوئی ممنوع وقبیح فعل کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں ان سے توبہ واستغفار کرے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے نام پر غرباء و مساکین میں اپنا مال خرچ کرے اور صدقہ وخیرات کرتا رہے تا کہ اس کی توبہ باب قبولیت تک پہنچے اور حق تعالیٰ کی طرف سے اسے بخشش ومغفرت سے نوازا جائے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل پر یقین رکھے کہ انشاء اللہ توبہ قبول ہوگی اور مغفرت کی جائے گی، چنانچہ خود حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ آیت (ھوالذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفوا عن السیات)۔ وہ ایسا رحیم وکریم ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خطاؤں سے درگزر کرتا ہے۔

چنانچہ اگر حق تلفی کا تعلق مال سے ہو تو یا صاحب حق کو وہ مال ادا کرے یا اس سے معاف کرائے اور اگر اس کا تعلق مال سے نہ ہو جیسے غیبت یا اور کوئی ذہنی و جسمانی تکلیف جو اسے پہنچی ہو تو اس سے معافی چاہے۔ اگر حق تلفی کا تعلق کسی ایسی کوتاہی یا قصور سے ہو کہ اگر معاف کراتے وقت اس کا تذکرہ کسی فتنہ وفساد کا سبب بنتا ہو تو ایسی صورت میں اس قصور کا ذکر کئے بغیر اس شخص سے مطلقاً قصور معاف کرائے مثلاً اس سے یوں کہے کہ مجھ سے جو بھی قصور ہو گیا ہو اسے معاف کر دیجئے اور اگر اس طرح معاف کرانے میں بھی فتنہ وفساد کا خوف ہو تو پھر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرے۔ اس کی بارگاہ میں تضرع و زاری کرے، اچھے کام کرے اور صدقہ وخیرات کرتا رہے تا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو اور اس شخص کو جس کا قصور ہوا ہے آخرت میں اپنے فضل وکرم کے تحت اپنے پاس سے اجر دے کر اسے راضی کرائے، اگر صاحب حق مر چکا ہو تو اس کے وارث اس کے قائم مقام ہیں اس لئے مردہ کا حق ان سے معاف کرائے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے نیز مردہ کی طرف سے بھی صدقہ خیرات کرے۔ جب کوئی شخص توبہ کرنا چاہے تو پہلے نہا دھو کر صاف کپڑے پہنے اور دو رکعت نماز حضور قلب کے ساتھ پڑھے اور سجدہ میں گر کر بہت ہی زیادہ تضرع وزاری کے ساتھ اپنے نفس کو ملامت کرے اور اپنے گزشتہ گناہوں کو یاد کر کے عذاب الٰہی کے خوف سے اپنے قلب کو لرزاں وترساں کرے اور شرمندگی وندامت کے پورے احساس کے ساتھ توبہ واستغفار کرے اور پھر ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الٰہی میں یوں عرض رسا ہو۔

میرے پروردگار! تیرے در سے بھاگا ہوا یہ گنہگار غلام اپنے گناہوں کی پوٹ لئے پھر تیرے در پر حاضر ہوا ہے انتہائی ندامت وشرمندگی کے ساتھ اپنی لغزشوں اور اپنے گناہوں کی معذرت لے کر آیا ہے تیری ذات رحیم وکریم ہے تو ستار وغفار ہے اپنے کرم کے صدقے میرے گناہ بخش دے! اپنے فضل سے میری معذرت قبول فرما کر رحمت کی نظر سے میری طرف دیکھ نہ صرف یہ کہ میرے پچھلے گناہ بخش دے بلکہ آئندہ ہر گناہ ولغزش سے مجھے محفوظ رکھ کہ خیر و بھلائی تیرے ہی دست قدرت میں ہے اور اپنے گنہگار بندوں کو تو ہی بخشنے والا ہے اس کے بعد درود پڑھے اور تمام ہی مسلمانوں کے لئے بخشش ومغفرت چاہے۔

حلقۂ ذکر الٰہی، تعلیمات اسلامی و دینی تربیتی مجالس

بروزجمعرات
☆ بعد عصر تا مغرب: حلقۂ ذکر جہری و وعظ (بمقام درگاہ حضرت سیدنا میر شجاع الدین صاحب قبلہ رحمت اللہ علیہ، عیدی بازار حیدرآباد)۔

بروز جمعہ
☆ 2-00 تا 3-00 بجے: خطاب علامہ مولانا سید شاہ عبیداللہ قادری آصف پاشاہ صاحب قبلہ (بمقام جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد) نماز جمعہ بوقت 3-15 بجے
☆ بعد نماز جمعہ: مجلس درود وذکر، نذرانۂ سلام بحضور خیر الانام ﷺ۔

بروز ہفتہ
☆ دینی تربیتی کیمپ
بعد مغرب تا اتوار کی عشاء
ذکر واذکار، وظائف و درود، فقہی و بنیادی مسائل، تذکرۃ الاولیاء، مراقبہ، پنجگانہ نمازوں کے علاوہ تہجد واشراق کی عملی تربیت
(بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

بروز اتوار
☆ دوپہر 2 تا 3 بجے: حلقۂ ذکر، درس حدیث، خطبات غوث الاعظمؓ، فقہی مسائل، تذکرۃ الاولیاء۔

بروزپیر
☆ بعد نماز مغرب تا عشاء حلقہ ذکر ودرس بمقام بارگاہ حضرت حافظ سید عبداللہ شاہ شہیدؒ عیدی بازار، حیدرآباد۔

بروزمنگل
☆ مغرب تا عشاء: درس تصوف، سوال وجواب (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)
☆ بعد گیارہ روزہ محافل

روزانہ: بعد نماز مغرب ذکر جہری (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ، عقب جامع مسجد شجاعیہ چارمینار، حیدرآباد۔

زیرنگرانی وزیرسرپرستی
حضرت العلامہ مولانا
سید شاہ عبیداللہ قادری آصف پاشاہ صاحب قبلہ
سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہؒ، متولی وخطیب جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد۔

زیرانتظام:
انجمن خادمین شجاعیہؒ آندھراپردیش
040-66171244

تصانیف شعبہ نشرواشاعت انجمن خادمین شجاعیہ

☆ کشف الخلاصہ ☆ مناجات ختم قرآن مجید ☆ دینی تعلیمی نصاب
☆ خطبات شجاعیہؒ ☆ سیرت شجاعیہؒ ☆ مناقب شجاعیہؒ
☆ دل کی بیماریاں اوران کا علاج ☆ رسالہ فضائل رمضان ☆ اوراد ووظائف

Books of Shujaiya Anjuman-e-Khadimeen

☆Kashful Qulasa ☆Munajat-e-Khatm-e-Quran ☆Deeni Taleemi Nisab ☆Qutbat-e-Shujaiya ☆Seerat-e-Shujaiya ☆Manaqab-e-Shujaiya ☆Dil Ki Bimariyan aur inka Ilaaj

Books Available at : کتابیں حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

#:Khanqahe Shujaiya, Backside Jama Masjid Shujaiya Charminar Hyderabad. **PH:040-66171244**

شجاعیہ ٹائمز
انگریزی ہفت روزہ
معلوماتی
14 جولائی 2025ء

سورۃ الاعراف

.1 اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے بیزاری (و دست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح و امن کا) معاہدہ کیا تھا (لیکن انہوں نے معاہدہ توڑتے ہوئے حالتِ جنگ کو پھر بحال کر دیا)۔ o2. پس (اے مشرکو!) تم زمین میں چار ماہ (تک) گھوم پھر لو (اس مہلت کے اختتام پر تمہیں جنگ کا سامنا کرنا ہوگا) اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور بیشک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ o3. (یہ آیات) اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حجِ اکبر کے دن اعلانِ (عام) ہے کہ اللہ مشرکوں سے بے زار ہے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی (ان سے بری الذمّہ ہے)، پس (اے مشرکو!) اگر تم توبہ کر لو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ تم ہرگز اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے، اور (اے حبیب!) آپ کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیں o

.6 اور اگر مشرکوں میں سے کوئی بھی آپ سے پناہ کا خواست گار ہو تو اسے پناہ دے دیں تاآنکہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر آپ اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دیں، یہ اس لئے کہ وہ لوگ (حق کا) علم نہیں رکھتے o

.7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے۔ o7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے o.9 انہوں نے آیاتِ الٰہی کے بدلے (دنیوی مفاد کی) تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی پھر اس (کے دین) کی راہ سے (لوگوں کو) روکنے لگے، بیشک بہت ہی برا کام ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں o

حدیث شریف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بظاہر تو پراگندہ بال اور غبار آلود (یعنی نہایت خستہ حال اور پریشان صورت) نظر آتے ہیں جن کو (ہاتھ یا زبان کے ذریعہ) دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے لیکن وہ (خدا کے نزدیک اتنا اونچا درجہ رکھتے ہیں کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھا لیں تو اللہ ان کی قسم کو یقیناً پورا کرے۔" (مسلم)

" جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے" اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ واقعتاً دنیا داروں کے دروازوں پر جاتے ہیں ان کو وہاں سے دھکیلا جاتا ہے کیونکہ جو لوگ اللہ کے لئے دنیا کی ظاہری زینت و عزت کی چیزوں سے دور رہتے ہیں، ان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ کوئی ایسا کام کریں گے جس سے ذلت اٹھانا پڑے، بلکہ اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانی عظمتوں کا راز ان کی شکستہ حالی میں پوشیدہ ہوتا ہے اور ان کا ظاہر، ان کے باطن کا اس حد تک سرپوش ہوتا ہے کہ اگر بالفرض وہ کسی کے گھر جانا چاہیں تو لوگوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر و منزلت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو دروازہ ہی پر روک دیا جائے مکان میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ جب وہ دروازوں سے دھکیلے جا سکتے ہیں تو ان کو مجلسوں اور محفلوں میں آنے سے بطریق اولی روکا جا سکتا ہے اور اس میں حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ ان کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہو اور وہ ایسی حالت میں رہیں جس سے لوگ ان کی طرف مائل و ملتفت ہوں، تاکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے کوئی انس و رغبت نہ ہو۔ پس حقیقت میں اللہ تعالیٰ ان پاک نفس بندوں کو دنیا داروں اور ظالموں کے دروازوں پر کھڑے رہنے اور ان کے حرام مال کے کھانے پینے سے محفوظ رکھتا ہے، جیسا کہ کوئی شخص اپنے مریض کو آب و ہوا اور نقصان دہ غذاؤں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے مولیٰ کے در کے علاوہ اور کسی دروازے پر حاضری نہیں دیتے اور اپنے کمال استغناء اور بے نیازی کی وجہ سے اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

"اور اگر وہ اللہ پر قسم کھائیں الخ" کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اللہ پر اعتماد کر کے اور اس کی قسم کھا کر یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا یا فلاں کام نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کرتا ہے بایں طور کہ ان کے کہنے کے مطابق اس کام کو کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

نماز جمعہ کی اھمیت و فضائل

اللہ تعالیٰ کو نماز سب سے زیادہ پسند ہے، اسی وجہ سے پروردگار عالم نے اس عبادت کو اپنی ان غیر متناہی نعمتوں کے ادائے شکر کیلئے جن کا سلسلہ پیدائش سے لیکر آخر وقت تک منقطع نہیں ہوتا ہر دن میں پانچ وقت نماز مقرر فرمایا ہے۔ جمعہ کے دن چونکہ تمام دنوں سے زیادہ نعمتیں فائز ہوتی ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن میں حضرت آدم علیہ لسلام پیدا کئے گئے اور اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے۔ اور قیامت کا وقوع بھی اسی دن ہوگا اور اسی شب جمعہ میں سرور دو عالم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم طاہر میں جلوہ افروز ہوئے اور حضور اکرم ﷺ کا تشریف لانا اس قدر خیر برکت دنیا و اخرت کا سبب ہوا جس کا اعداد و شمار کوئی نہیں کر سکتا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جمعہ میں ایک ساعت ایسا ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو ضرور قبول ہوگی۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن بہت افضل ہے۔ اور اسی دن صور پھونکا جائیگا اسی روز کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو کہ وہ اسی دن میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہت ہی افضل دن ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی شب کو انتقال کر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرماتے تھے کے جمعہ کی رات سفید رات ہے اور جمعہ کا دن روشن دن ہے اور ایک جمعہ کو ارشاد فرمایا کہ ''اے مسلمانو اس دن کو اللہ تعالیٰ نے مومن کیلئے عید المومنین مقرر فرمایا ہے پس اس دن غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کو لازم کر لو'' جمعہ کے روز ہر مرد مسلمان مقیم و تندرست کو چاہئے کہ نہا دھو کر کپڑے پاک و صاف پہنے اور خوشبو لگائے، اور پھر شہر کی جامع مسجد میں چار رکعت سنت نماز جمعہ ادا کرے، خطبہ کے بعد امام کے ساتھ جماعت سے دو رکعت فرض نماز جمعہ ادا کرے جس میں امام قرات بلند آواز سے پڑھے جمعہ کا وقت آ جائے اور لوگ جمع ہو کر سنتوں سے فارغ ہو جائیں تو امام کو چاہیئے کہ وہ ممبر پر بیٹھ جائے اور موذن امام کے سامنے کھڑے ہو کر اذاں دے، اذاں ختم ہوتے ہی امام فوراً کھڑے ہو کر خطبہ شروع کریں۔

پھر ایک خطبہ پڑھ کر بیٹھ جائے اور اتنی دیر تک بیٹھے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں اس کے بعد دوسرا خطبہ شروع کر دے، امام کو چاہئے کہ خطبہ جمعہ پڑھتے وقت کھڑے رہیں اپنا منہ لوگوں کی طرف رکھے اور خطبہ شروع کرنے سے پہلے دل میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہہ لے۔ امام کو خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا چاہیئے کہ سب کو سنائی دے اور اتنا بھی طویل خطبہ نہ پڑھیں جس میں جمعہ کی نماز سے زیادہ وقت صرف ہو۔ خطبہ سننے والے قبلہ رو ہو کر بیٹھیں اور خطبہ کے درمیان نہ کوئی نماز پڑھیں اور نہ کوئی بات چیت وغیرہ نہ کریں بلکہ خاموشی سے خطبہ سنتے رہیں۔ چونکہ خطبہ سننا واجب ہے اسی لئے کوئی ایسا کام نہ کریں جو خطبہ سننے میں خلل ہو، وہ مکروہ تحریمی ہے۔ خطبہ کے درمیان اگر نبی کریم ﷺ کا نام آئے تو آہستہ سے دل میں درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ جمعہ کا اہتمام پنجشنبہ (جمعرات) سے کرے جمعرات کے دن بعد عصر استغفار زیادہ سے زیادہ کریں بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جمعہ کا فائدہ اس کو ملیگا جو اس کا منتظر رہتا ہو اور اس کا اہتمام جمعرات سے کرتا ہو اور سب سے زیادہ بدنصیب وہ ہے جس کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ جمعہ کب ہے حتی کہ صبح اُٹھ کر لوگوں سے یہ پوچھے کہ آج کونسا دن ہے اور بعض بزرگ حضرات شب جمعہ کو زیادہ اہتمام کی غرض سے جامع مسجد ہی میں جا کر رہتے تھے۔

پھر جمعہ کے دن غسل کرے بالوں کو اور بدن کو خوب صاف کرے، اور مسواک کرنا بھی اس دن بہت فضیلت رکھتا ہے اور جمعہ کے دن بعد غسل کے عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اپنے پاس ہوں پہنے اور ممکن ہو تو خوشبو لگائے اور ناخن وغیرہ بھی کتریں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے دروازے پر اس مسجد کے جہاں جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہے وہاں پر کھڑے ہوتے ہیں اور سب سے پہلے جو آتا ہے اس کو پھر اس کے بعد دوسرے کو اسی طرح درجہ بدرجہ سب کا نام لکھ لیتے ہیں اور سب سے پہلے جو آیا اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اونٹ قربانی کرنے کو اس کے بعد جیسے گائے کی قربانی کرنے میں، پھر جیسے اللہ تعالیٰ کیلئے مرغ ذبح کرنے میں اور پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی کو انڈہ صدقہ دیا جائے پھر جب خطبہ شروع تو فرشتے وہ دفتر بند کر لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں جمعہ کی نماز کیلئے پا پیادہ جانے ہر قدم پر ایک سال روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے جمعہ کی نماز میں نبی کریم ﷺ سورہ جمعہ اور سورہ منافقون پڑھا کرتے تھے جمعہ کے دن خواہ نماز سے پہلے یا بعد سورہ کہف پڑھنے میں بہت ثواب ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن جو کوئی سورہ کہف پڑھے اس کے لئے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا کہ قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام آئے گا اور اس جمعہ سے پہلے جمعہ تک کے جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف ہو جائیں گے جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے میں بھی اور دوسرے دنوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔ جمعہ کے دن درود شریف کی زیادہ سے زیادہ کثرت کرو، اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

شجاعیہ ٹائمز

معلوماتی | 14 جولائی 2025ء

تعلیم۔ قوموں کے عروج کا سبب

اسلام سے پہلے مختلف قوموں میں عورتوں کو میراث نہیں ملتی تھی، ان کا خیال تھا کہ جو لوگ دشمن سے پنجہ آزمائی کرسکتے ہیں اور قوم کی حفاظت اور مدافعت کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں، انھیں کو میراث پانے اور خاندان کی املاک میں حصہ دار بننے کا بھی حق حاصل ہے، غرض جسمانی طاقت اور مقابلہ کی قوت کو بڑی اہمیت حاصل تھی، اسی کو قوموں کی سربلندی کا راز اور غلبہ واقتدار کا وسیلہ تصور کیا جاتا تھا اور بڑی حد تک زمانہ کے حالات کے لحاظ سے یہ بات درست بھی تھی؛ لیکن آج حالات تبدیل ہوچکے ہیں اور اب قوموں کی تقدیر میدانِ جنگ کی للکار اور شمشیر وآہن کی جھنکار کے بجائے علم وتحقیق کے مراکز اور دانش گاہوں سے متعلق ہوگئی ہے۔

جو قوم علم وفن سے عاری اور فکر ودانش سے محروم ہو، خواہ وہ کتنی ہی بڑی تعداد رکھتی ہو؛ لیکن اس کی حیثیت مٹی کے ڈھیر کی ہے، جو ہمیشہ پاوں تلے روندی اور قدموں کے نیچے پچھائی جاتا ہے، اس کی ایک کھلی ہوئی مثال جاپان اور خود ہمارا ملک ہندوستان ہے، ہم آبادی کے اعتبار سے دنیا کی دوسری سب سے بڑی طاقت ہیں اور ہمارے ملک کا رقبہ بھی کچھ کم نہیں، قدرتی وسائل جتنے اس ملک کو میسر ہیں، کم ہی اس کی مثال ملے گی، جاپان آبادی کے اعتبار سے بھی اور رقبہ کے اعتبار سے بھی ہم سے بہت چھوٹا ملک ہے، قدرتی وسائل میں بھی وہ ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتا؛ لیکن آج کو ہم کو جاپان کے سامنے دست سوال پھیلانا اور کشکولِ گدائی بڑھانا پڑتا ہے، یہ صورت حال محض علم ودانش کی طاقت کا ادنی کرشمہ ہے!

اسلام وہ مذہب ہے جس نے اپنی آمد کے اول دن سے علم پر زور دیا ہے، پیغمبر اسلام ﷺ جس سماج میں پیدا ہوئے اور نبوت سے سرفراز کئے گئے، اس میں کیا کچھ برائیاں اور کوتاہیاں نہیں تھیں؟ شرک عام تھا، سینکڑوں دیویوں اور دیوتاوں کی پوجا ہوتی تھی، طاقت کی حکمرانی تھی، نہ جان محفوظ تھی اور نہ مال اور نہ عزت وآبرو، بے حیائی اور بے شرمی کی کوئی بات نہیں تھی جو سماج میں نہ پائی جاتی ہو، بظاہر خیال ہوتا ہے کہ ان حالات میں انسانیت کے نام اللہ تعالیٰ کا پہلا پیغام توحید خداوندی کی دعوت اور شرک وبت پرستی کی تردید کا آنا چاہئے تھا، کہ اسلام کی پوری تعلیم کا لب لباب اور خلاصہ یہی خدا کی وحدانیت کا تصور ہے، یا پھر پہلی وحی ظلم وجور کی مذمت اور عدل وانصاف کی ترغیب کی بابت ہونی چاہئے تھی؛ کیوں کہ انسان سب سے زیادہ ضرورت مند ایسے سماج کا ہوتا ہے جو پُر امن ہو، ظلم وزیادتی سے محفوظ ہو اور بقاء باہم کے اُصول پر قائم ہو؛ لیکن غور فرمائیے کہ آپ ﷺ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی اس میں صراحتاً ان باتوں کا کوئی ذکر نہیں؛ بلکہ فرمایا گیا کہ اپنے رب کے نام سے پڑھئے جو تمام کائنات کا خالق ہے، یعنی سب سے پہلے پیغمبر کے ذریعہ انسانیت کو جس بات کی دعوت دی گئی وہ ''تعلیم'' ہے: کیوں کہ علم ایسا سرچشمہ ہے، جس سے تمام بھلائیاں پھوٹتی ہے اور تمام مفاسد کا مداوا ہوتا ہے، اسی لئے امام مالکؒ نے فرمایا کہ علم روشنی ہے: ''العلم نور''۔

اگر کوئی مکان اندھیرا ہو تو اس میں چور اور ڈاکو کا داخل ہونا بھی آسان ہوتا ہے اور وہ سانپ کیڑوں کی بھی آماجگاہ بن جاتا ہے، ان میں سے ہر ایک کا مقابلہ الگ الگ دشوار ہے؛ لیکن چراغ جلا دیا جائے اور مکان روشن ہوجائے، تو نہ چور اور ڈاکو کو گھر میں آنے کا حوصلہ ہوگا، نہ سانپ کیڑے اس مکان کو اپنا ٹھکانہ بنائیں گے، علم کو روشنی کہہ کر آپ ﷺ نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے، ہر برائی کو الگ الگ دور کرنا اور ان کا علاحدہ علاحدہ مقابلہ کرنا آسان نہیں؛ لیکن تمام برائیوں اور مفاسد کا اصل سرچشمہ جہالت اور علم سے محرومی ہے، کسی سماج میں جب علم کی روشنی آجائے، تو خود بخود سماج کی برائیاں دُور ہوں گی اور علم ودانش کی آگ ان کو پھونک کر رکھ دے گی۔

رسول اللہ ﷺ کو اس کا اتنا پاس ولحاظ تھا کہ مکہ میں ہر طرح کی دشواری کے باوجود آپ ﷺ نے ''دارِارقم'' کو تعلیم وتربیت کا مرکز بنایا اور اول دن سے اپنے رفقاء کی تعلیم وتربیت کی طرف متوجہ رہے، مکہ کا جو لٹا پٹا قافلہ مدینہ آیا اس میں سینکڑوں بے گھر ودر تھے، خود آپ ﷺ کو کوئی ذاتی مکان میسر نہیں تھا اور حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر میں مہمان تھے؛ لیکن آپ ﷺ نے نہ اپنے لئے گھر کی فکر کی اور نہ اپنے ان ساتھیوں کے لئے، جو مستقل اقامت گاہ سے محروم تھے؛ بلکہ سب سے پہلے مسلمانوں کے لئے ایک عبادت گاہ اور دینی مرکز کی حیثیت سے ''مسجد نبوی'' کی تعمیر فرمائی اور پہلی باضابطہ درسگاہ ایک چبوترہ کی شکل میں قائم کی، جسے ''صفہ'' کہا جاتا تھا، یہی چھوٹی سی جگہ جزیرہ؟ عرب کے کونے کونے سے آنے والے مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کا مرکز تھی اور خود رسول اللہ ﷺ اس کے منتظم اور استاذ تھے، حضور ﷺ کا یہ عمل ہمیں بتاتا ہے کہ مسلمان گھر بار اور دوسرے اسبابِ آسائش سے بڑھ کر اپنے بچوں کی تعلیم پر اولین توجہ دیں کہ جو قوم اپنا گھر پھونک کر علم کا چراغ جلانا نہ جانتی ہو، سربلندی ودرخشانی کبھی اس قوم کے حصہ میں نہیں آسکتی۔

اگر تاریخ کے عجوبہ اور حیرت انگیز واقعات کو جمع کیا جائے تو اس میں ایک یہ بھی ہوگا کہ غزوہ بدر میں ستر اہل مکہ مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار کئے گئے، اس وقت مسلمان سخت معاشی مشکلات سے گزر رہے تھے، نہ ان کو معقول غذا میسر تھی، نہ ضرورت کے مطابق لباس تھا اور نہ مناسب رہائش گاہ، اور تو اور خود آپ ﷺ کے یہاں ہفتوں چولہا سلگنے کی نوبت نہ آتی تھی، اس عہد میں شاید ہی کوئی مسلمان گھر ہو جو فاقہ مستی کی لذت سے ناآشنا رہ گیا ہو، یہ موقع تھا کہ آپ ﷺ فدیہ کے طور پر اہل مکہ سے زیادہ سے زیادہ پیسے حاصل کرلیتے اور مدینہ کی معیشت کو سہارا دیتے۔

لیکن آپ ﷺ نے ان اسیرانِ بدر کا فدیہ یہ بھی مقرر کیا کہ جو لوگ لکھنا پڑھنا جانتے ہوں، وہ دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں، آپ ﷺ کے اس عمل میں اُمت کے لئے اُسوہ ہے کہ گو ہمیں بھوکے رہنا پڑے، ہماری کروٹیں فاقوں سے بے سکون ہوں اور دنیا کے اسبابِ راحت ہمیں کم سے کم میسر ہوں؛ لیکن ہر قیمت پر ہم اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کو اولیت دیں اور تعلیم سے محروم کر کے ہم ان کے اور پوری قوم کے مستقبل کو ضائع نہ ہونے دیں، آپ ﷺ کے اس عمل سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اسلام نے تعلیم میں کسی تنگ ذہنی اور تعصب کو راہ نہیں دی ہے، علم کا حصول بہر حال ایک نعمت ہے چاہے وہ غیر مسلموں سے حاصل ہو؛ بلکہ ان لوگوں سے حاصل ہو جن سے ہماری زندگی کے وجود کو بھی خطرہ لاحق ہے، بشرطیکہ ان سے ہمارے ایمان وعقیدہ اور ہماری مذہبی قدروں کو نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔

اسلام کسی بھی ایسے علم کا مخالف نہیں جو انسانیت کے لئے نافع ہو، نہ وہ کسی زبان کا مخالف ہے، خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض رفقاء کو عربی زبان کے علاوہ بعض دوسری زبانوں کے سیکھنے کی ہدایت فرمائی اور فرمایا کہ تمام ہی زبانیں اللہ کی پیدا کی ہوئی ہیں، علم نافع کو آپ ﷺ نے بہترین عبادت قرار دیا ہے، (مجمع الزوائد) اور علم کے حصول کو ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ مقرر فرمایا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کی موت کے بعد بھی تین چیزوں کا اجرا اسے پہنچتا رہتا ہے، من جملہ ان کے ایک ایسا علم ہے جس سے اس کے بعد بھی لوگوں کو نفع پہنچتا رہے۔

افسوس کہ جس اُمت کو سب سے پہلے پڑھنے کی تعلیم دی گئی اور اس کے ہاتھوں میں قلم تھمایا گیا، وہی ہے کہ آج جہالت وناخواندگی اور تعلیم سے محرومی اس کے لئے وجہِ امتیاز بنی ہوئی ہے اور دبی کچلی قومیں بھی اس میدان میں اسے پیچھے چھوڑ چکی ہیں، ایک ایسی قوم کے لئے جس نے سینکڑوں سال تک اس ملک کے طول وعرض پر حکومت کی ہے اور آج بھی اس ملک کا کوئی خطہ نہیں جہاں اس کی فرماں روائی اور عظمتِ رفتہ کے انمٹ اور قلب ونگاہ کو محوِ حیرت کردینے والا نقوش موجود نہ ہوں، مگر عظمتِ رفتہ کے یہ نقوش آج ہمیں منہ چڑاتے ہیں اور زبان حال سے ہم پر قہقہہ زن ہیں کہ یہ کیسی قوم ہے کہ جس کے حال کو اس کے ماضی سے کوئی رشتہ نہیں؟؟

اس ذلت اور پستی سے نکلنے کے لئے اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں کہ مسلم محلوں اور آبادیوں کے گلی کوچوں میں تعلیم کی ایسی ہی تحریک چلائی جائے جیسے الیکشن میں اُمیدوار ووٹوں کی بھیک مانگتا ہے، مسلمان پوری قوم کو اپنا خاندان وکنبہ تصور کریں، وہ اپنے بچوں کی تعلیم پر بھی توجہ کریں اور اپنے پڑوسیوں کی بھی خبر گیری کریں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ کوئی طالب علم پڑھتے پڑھتے رُک گیا ہو، معاشی ناہمواری نے اس کے بڑھتے ہوئے قدم تھام لئے ہوں، یا وہ نفسیاتی کم حوصلگی کا شکار ہوگیا ہو، ایسے بچوں کا حوصلہ بڑھائیں اور اجتماعی طور پر سماج کے ایسے بچوں کی تعلیمی کفالت قبول کریں، ایسی درسگاہیں قائم کریں جس کا نصب العین قوم کی خدمت ہو، جو تعلیم کو تجارت اور روپیوں کا ٹکسال نہ سمجھتے ہوں؛ بلکہ پوری اُمت کو ایک خاندان سمجھ کر ان کی خدمت کے لئے میدانِ عمل میں اُترے ہوں، جن کو ہوٹلوں اور معمولی کارخانوں میں کمسن مسلمان بچوں کا برتن دھونا اور جھاڑو دینا تڑپا دیتا ہو، جن کے چہرے بشرے سے ذہانت ہویدا ہے اور جن کی آنکھیں ان کی اندرونی ذکاوت وفراست کی چغلی کھاتی ہیں۔

جب تک قوم کے سربرآوردہ لوگوں میں پوری قوم کے لئے درد اور کسک پیدا نہ ہو، مسلمانوں کی پست حالی ان کی کروٹوں کو بے سکون اور ان کی آنکھوں کو بے آرام نہ کردے، مسلم تعلیمی ادارے مکان کی تعمیر کے بجائے انسان کی تعمیر کی طرف متوجہ نہ ہوں، جو تعلیم وتعلّم کو تجارت کے بجائے عبادت کا درجہ دینے آمادہ نہ ہوں اور پوری قوم میں یہ احساس نہ جاگے کہ تعلیم ہی سے ہماری تقدیر وابستہ ہے، یہ ہماری شہِ رگ ہے اور اس سے محرومی کے بعد کسی قوم کے لئے باعزت طور پر زندہ رہنا ناممکن ہے، تب تک ہمارا خوابیدہ نصیب جاگ نہیں سکتا اور ہم روٹھے ہوئے ماضی کو منا کر واپس نہیں لاسکتے۔

جذباتی فیصلہ شادی شدہ زندگی کو تباہ کردیتا ہے

میں عموماً رات ساڑھے دس بجے کے بعد فون نہیں اٹھاتا۔ ایک رات سونے کی تیاری کررہا تھا کہ اچانک موبائل کی گھنٹی بجی۔ فون نمبر سے تھا، اس کا مطلب کہ وہ کسی غیر شناسا کا تھا۔ میں نے اٹھالیا تو ایک خاتون کی آواز تھی: ''مولانا صاحب! میں بہت پریشان ہوں۔ مجھے مناسب مشورہ دیجیے۔''۔ میں نے کہا: ''اپنی پریشانی بتایئے۔''۔ خاتون نے روتے ہوئے کہا: ''میری شادی کو ڈیڑھ برس ہونے کو ہیں۔ سسرال مجھے اچھی نہیں ملی۔ میری ساس ہر وقت مجھے طعنہ دیتی رہتی ہیں۔ مجھے کام چور اور نکمّی کہتی ہیں۔ میرے سر میں درد رہتا ہے، لیکن وہ کہتی ہیں کہ میں بہانہ بناتی ہوں۔ میرے شوہر چپ رہتے ہیں، وہ کبھی میری طرف سے نہیں بولتے۔ چھ مہینے ہوئے، میں ناراض ہوکر اپنے میکے آگئی ہوں۔ انھوں نے میری خبر نہیں لی۔''۔

خاتون تھی کہ بولے چلی جارہی تھی، ایسا معلوم ہورہا تھا کہ ٹیپ ریکارڈر کھل گیا ہے۔ درمیان میں اس کی سسکیاں بھی سنائی دے رہی تھیں۔۔ میں نے اسے مزید بولنے کا موقع نہیں دیا اور الٹا سوال کردیا: ''یہ بتایئے، اس عرصے میں آپ نے کتنی بار اپنے شوہر کی خبر لی؟ کتنی بار اپنی ساس کا حال معلوم کیا؟'' خاتون نے فوراً کہا: ''میں کیوں خبر لوں؟ وہ لوگ مجھے بالکل نہیں چاہتے۔ مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ میری ساس اپنے بیٹے کے لیے دوسرا رشتہ دیکھ رہی ہیں۔''۔

میں نے اس کی بات پر توجہ نہ دیتے ہوئے کہا: ''آپ کی ساس اچھا کررہی ہیں۔ وہ دیکھ رہی ہیں کہ ان کی بہو اپنے شوہر کا بالکل خیال نہیں کررہی ہے؟ شادی کس لیے کی جاتی ہے؟ بیٹا شادی کے بعد بھی بیوی سے محروم ہے تو اگر ماں اس کے لیے دوسرا رشتہ دیکھ رہی ہے تو اس میں غلط کیا ہے؟'' خاتون کو شاید میری یہ بات پسند نہیں آئی، لیکن اس نے اس سے بے پروا ہوکر کہا: ''میں اس رشتے کو بالکل پسند نہیں کرتی تھی، لیکن میرے ماں باپ نے زبردستی میری شادی یہاں کردی۔ میں تو دوسرے سے محبت کرتی تھی۔ اس نے مجھ سے نکاح کا وعدہ بھی کرلیا تھا۔''۔

میں نے کہا: ''آپ نے غلط کیا کہ شادی کے بعد بھی سابقہ محبت کو اپنے دل میں بسائے رہیں۔ شادی کے بعد اپنی محبت کو صرف شوہر اور سسرال والوں سے وابستہ کرلینی چاہیے۔ شوہر کے پاس بھی وہی کچھ مل سکتا ہے جسے محبوب سے ملنے کی امید ہوتی ہے۔ کیا آپ کی ماں نے آپ کو کبھی نہیں ڈانٹا تھا؟ کیا انھوں نے کبھی نہیں جھڑکا تھا؟ اگر ماں کی ڈانٹ ڈپٹ آپ کو بری نہیں لگی تھی تو ساس کی کیوں بری لگتی ہے؟''

''مولانا صاحب! میں اب کیا کروں؟'' خاتون کی آواز بھرّائی ہوئی تھی۔ میں نے جواب دیا: ''آپ کسی کے ساتھ اپنی سسرال پہنچ جایئے، وہاں ساس کے گلے لگ کر رو لیجیے اور معافی مانگ لیجیے۔ سارے گلے شکوے دور ہوجائیں گے''۔ ''مولانا صاحب! یہ کرنا تو بہت مشکل معلوم ہورہا ہے۔ میں سوچتی ہوں، کرپاوں گی یا نہیں''۔

''مولانا صاحب! میری خلع ہوگئی ہے۔''۔ میرے منھ سے فوراً نکلا: ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' آخر کیوں؟ خاتون نے بتایا: ''میں نے اپنے شوہر سے گھر واپسی کی یہ شرط رکھی تھی کہ مجھے الگ گھر لے کر دیجیے،۔ میں ساس کے ساتھ نہیں رہ سکتی،۔ انھوں نے یہ شرط ماننے سے انکار کردیا اور کہا: میری ماں اکیلی ہے۔ میں اسے اپنے سے اکیلے نہیں رکھ سکتا۔ اس بنا پر میں نے خلع لے لی۔۔ اس دوران میرے یہاں ولادت ہوگئی۔ وہ بچہ میرے ہی ساتھ ہے۔ میرے بھائی بھابھی میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔''۔

میں نے کہا: ''آپ نے بہت غلط شرط رکھی اور بہت نامناسب فیصلہ کیا۔ بیس پچیس برس کے بعد آپ اپنے اس بیٹے کی شادی کریں گی اور بہو گھر میں آتے ہی کہے گی کہ میں ساس کے ساتھ نہیں رہ سکتی تو آپ کے اوپر کیا گزرے گی؟! بھائی اور بھابھی چاہے جتنا خیال رکھیں، لیکن وہ شوہر کا بدل نہیں بن سکتے'' ''مولانا صاحب! میری کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے؟ میں کیا کروں؟ میں بہت پریشان ہوں۔ ڈپریشن کا شکار ہوگئی ہوں۔'' ''اللہ تعالیٰ آپ کے مسائل حل کرے۔'' میں نے یہ کہہ کر گفتگو ختم کردی۔

چند ماہ گزر گئے۔ ایک دن پھر فون آیا۔ ''مولانا صاحب! میں بہت زیادہ پریشان ہوں۔ میرے محبوب نے مجھے دھوکا دیا۔'' میں نے کہا: ''کہیے، کیا ہوا؟'' خاتون نے بتایا: ''جس شخص سے مجھے محبت تھی، میں نے اس سے اسی وقت رابطہ کیا تھا جب میرا شوہر اور سسرال سے تنازعہ چل رہا تھا۔ اسی کے اکسانے پر ہی میں نے خلع کا مطالبہ کیا تھا۔ خلع ہوجانے کے بعد بھی اسے بتایا۔ اس نے کہا: ''میں اپنے ماں باپ سے بات کروں گا۔'' کچھ کچھ وقفے سے اس سے رابطہ کرتی رہی، لیکن وہ برابر ٹالتا رہا۔ اس دوران میں نے اپنا خرچ چلانے کے لیے کچھ کام کرنا شروع کردیا۔۔ اب اس سے رابطہ کیا تو وہ کہتا ہے کہ میں کام کرنے والی لڑکی سے شادی نہیں کروں گا۔ ''مولانا صاحب! بتایئے، جس کے لیے میں نے اپنی ازدواجی زندگی برباد کی، اسی نے مجھے دھوکا دے دیا۔''

میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ میں کیا کہوں؟ کیا مشورہ دوں؟ میں نے ہمّت جُٹا کر کہا: ''ماضی پر پچھتانے سے اب کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے۔۔ اب آپ اپنی نئی زندگی کی شروعات کیجیے۔ جیسا بھی رشتہ مل جائے، انکار نہ کیجیے۔ کوئی کنوارا نوجوان مل جائے تو بہتر ہے، نہ ملے اور شادی شدہ ملے، ایسا شخص ملے جس کی بیوی کا انتقال ہوچکا ہو، جو بھی ملے، اس سے نکاح پر تیار ہوجایئے،۔ بے نکاحی زندگی گزارنا بہتر نہیں ہے اور بھائی بھابھی کے سہارے زندگی گزارنا بھی ٹھیک نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حالات سازگار کرے، آمین''۔

Edited, Printed, Published & Owned by : Syed Shah Obaidullah Qadri, Managing Editor: S.M.Ibrahim Qadri, Sub-Editor: Syed Baquar
Print at: Aijaz Printing Press S.No. 22-8-81, Chatta Bazar, Hyderabad. Published from:Office Shujiya Times D.No.22-5-918/15/A, Charminar Hyderabad-2. PH:66171244,Tel/Fax:24515253, Email:shujaiyatimes@yahoo.com, Facebook:Shujaiyatimes.HYD Website: www.shujaiya.com